

مخدوم امیر احمد

حاجی حافظہ مخدوم امیر احمد قریشی ہاشمی مطلبی کا شمار سندھ کے چوٹی کے علمائے دین اور اساتذہ کرام میں ہوتا ہے۔ ان کا تعلق کھوڑا (کھیڑا) تعلقہ گٹ ریاست خیر پور میرس کے اس عالی نسب و عالی مرتبت مخدوم خاندان سے تھا جس نے وادی مہران میں اسلام کی سر بلندی اور توحید و رسالت کی تبلیغ و اشاعت میں مثالی خدمات انجام دی ہیں۔

حضرت سید ابراہیم شہید اس خانوادہ مخدوم کے مورثِ اعلیٰ تھے۔ وہ ۱۲۸ھ میں بغرضِ عیسیٰ اسلام بغداد سے سندھ تشریف لائے اور مضافات حیدرآباد (جو اس زمانے میں نیرون کوٹ کے نام سے موسوم تھا) میں بودو باش اختیار کی۔ سید ابراہیم شہید کی اولاد میں سے ایک بزرگ سیدنا محمد بن سیدنا یحییٰ کوہ مخدوم الملک کے لقب سے ملقب کیا گیا تھا۔ اُس وقت سے اس خاندان کے افراد ”سید“ کے بجائے ”مخدوم“ کہلانے لگے۔

ان مخدوموں کے ایک دوسرے بزرگ مخدوم اسد اللہ نیرون کوٹ (موجودہ حیدرآباد) سے ۹۰۱ھ میں نقل مکانی کر کے ضلع خیر پور کے ایک نواحی قریہ ”پیری“ میں اقامت پذیر ہوئے۔ پھر مخدوم اسد اللہ کے پر پوتے مخدوم عبدالحق نے پیری سے بیس میل مغرب کی جانب کھوڑا نامی قصبے میں سکونت اختیار کی یہ

مخدوم امیر احمد ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۹۰۱ء میں قصبہ کھوڑا تعلقہ گٹ ضلع خیر پور میں تولد ہوئے۔ مخدوم امیر احمد کی ابتدائی تربیت ان کے صاحبِ علم و کمال ماموں مخدوم اللہ بخش عاصمی کے سایہ عاطفت میں ہوئی۔ مخدوم صاحب بارہ برس کے تھے کہ ان کے ماموں اللہ کے جوارِ رحمت میں جا پہنچے۔ مخدوم امیر احمد نے ۱۹۱۳ء سے ۱۹۱۶ء تک مقامی سکول میں سندھی اور ابتدائی انگریزی تعلیم حاصل کی۔

ایچ ڈی کے خادیم کھوڑا (قلمی) مولانا مخدوم اللہ بخش کھوڑی۔ تالیف تحفۃ الکرام مصنفہ علی شیعہ نافع، مطبوعہ سندھ جہان آباد۔

لیکن فرنگیوں کی زبان انگریزی کو اپنانے کے لیے ان کی طبیعت مائل نہیں تھی اس لیے انھوں نے انگریزی پڑھنا ترک کر دیا لیکن بعد میں جب عملی زندگی کے میدان میں انگریزی سے واقفیت لازمی محسوس ہوئی تو انھوں نے اپنے طور پر انگریزی پڑھنے لکھنے کی اتنی استعداد حاصل کر لی کہ انگریزی میں بہترین خط و کتابت اور ڈرافٹنگ کر سکتے تھے۔

مخدوم صاحب بچپن ہی سے نہایت ذہین و ذکی اور نیک تھے۔ ایام طالب علمی میں ہمیشہ اچھی پوزیشن حاصل کرتے جس کے باعث انھیں ریاست خیرپور کی جانب سے وظیفہ ملتا تھا۔ ۱۹۱۶ء میں والدین نے انھیں سکول سے اٹھالیا اور حافظ محمد سلیمان کے حوالے کر دیا جن سے مخدوم صاحب نے قرآن مجید پڑھا۔ اس کے بعد مولوی بخش علی شہبازی کے زیر نگرانی فارسی کے کچھ اسباق پڑھے۔ مولوی بخش علی ضلع دادو کے رہنے والے تھے۔ قدیم مدرسہ مخدومہ میں معلم تھے، کھوڑا میں رہتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد مخدوم صاحب نے حافظ سلیمان کے پاس فارسی کی مزدکتا میں پڑھیں۔ فارسی اور عربی علوم و ادبیات کی تکمیل مولانا محمد ہاشم انصاری سے کی۔ مولانا محمد ہاشم انصاری سندھ کے ایک متبحر عالم اور چوٹی کے استاد تھے۔

مخدوم امیر احمد کے بھوپھی زاد بھائی اور کھوڑا کے سجادہ نشین مخدوم شفیع محمد نے ذاتی اختلافات کی بنا پر مولانا محمد ہاشم انصاری کو ریاست بدر کر دیا تھا۔ مخدوم صاحب نے اپنے استاد مولانا ہاشم کے ساتھ ہی کھوڑا کی رہائش کو خیر باد کہا اور ان کے ہمراہ نوشہرہ فیروز کے عرصہ قیام میں قرآن کریم حفظ کیا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں دستارِ فضیلت حاصل کی۔

حافظ مخدوم امیر احمد نے اپنے سلسلہ درس و تدریس کا آغاز ۱۹۳۲ء میں گورنمنٹ ہائی سکول نوشہرہ فیروز میں عربی کے استاد کی حیثیت سے کیا۔ ۱۹۳۸ء میں مسلم ہائی سکول نواب شاہ زیر اہتمام ڈسٹرکٹ لوکل بورڈ کا قیام عمل میں آیا تو شعبہ عربی کے صدر مدرس کا عہدہ مخدوم صاحب کو تفویض ہوا۔ سندھ کے مشہور ماہر تعلیم اور عربی کے ممتاز اسکالرشپس العلماء ڈاکٹر عمر بن محمد آؤد پوتہ (رحو اس وقت ڈاکٹر تعلیمات سندھ تھے) اور سید علی اکبر شاہ (ساکن میٹھر) کی کوششوں سے ۱۹۴۲ء میں جلد

مخدوم امیر احمد نے یکم محرم الحرام ۱۳۹۱ھ (۲۶ فروری ۱۹۷۱ء) کو حیدرآباد سندھ میں وفات پائی۔
خانان خانم کوڑا کے قدیم قبرستان "مخدوم شہیدوں" میں کوڑا تعلقہ گجٹ خیر و نصیر میں اس کی تدفین ہوئی۔
مخدوم امیر احمد بن سنان سلف کی یاد گار تھے۔ ان کی شخصیت بڑی محبوب اور مؤثر تھی۔ راقم
دوقار اشری کی خوش نصیبی ہے کہ اسے مخدوم صاحب سے شرف نیا زمندی حاصل رہا۔ راقم ایک
کتاب "بنگلہ میں اردو" (مطبوعہ مکتبہ اشاعت اردو حیدرآباد ۱۹۵۵ء) مخدوم صاحب مرحوم اور
ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب (سابق صدر شعبہ اردو جامعہ سندھ) کی تجویز و سفارش سے سندھ
کے نصاب میں شامل کی گئی تھی۔

مخدوم امیر احمد عربی، فارسی، سندھی اور اردو کے ماہر استاد تھے۔ ان زبانوں میں ان کی راستے
مستند مانی جاتی تھی۔ ان زبانوں میں ان کی تصنیفات و تالیفات نہ صرف طلبہ و طلباء کے لیے بلکہ استاد
کے لیے بھی مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ سندھ کی قدیم تاریخ و تہذیب سے جو واقفیت مخدوم صاحب
کو تھی وہ بہت کم لوگوں کو ہے۔ سندھی ادبی بورڈ کے پہلے اجلاس منعقد ۲۰ اکتوبر ۱۹۵۵ء میں عربی
فارسی زبان میں سندھ کی تاریخ و ادبیات سے متعلق قدیم ذخیرہ مکتب کو سندھی اور اردو میں محفوظ کرنے کا پروگرام
مرتب ہوا تو یہ اہم کام مخدوم امیر احمد کے سپرد کیا گیا۔ انھوں نے نہایت عالمانہ انداز میں حسب ذیل
عربی و فارسی کتابوں کو سندھی میں منتقل کیا۔ یہ کتابیں سندھی ادبی بورڈ نے شائع کی ہیں۔

سندھی

- ۱۔ تاریخ معصومی (فارسی)۔ مصنف میر معصوم فاضل بکھری، مطبوعہ ۱۹۵۳ء
- ۲۔ فتح نامہ سندھ عرف پنج نامہ، مطبوعہ ۱۹۵۳ء۔ (پنج نامہ پہلے عربی میں لکھی گئی جس کے مصنف
منہاج الملک تھے۔ علی بن حامد البکر کو فی نے ۷۱۳ھ میں اس عربی کتاب کا فارسی میں ترجمہ کیا تھا۔
اسی فارسی نسخے کا سندھی ترجمہ مخدوم امیر احمد نے کیا)۔

۳۔ تحفۃ الکرام (فارسی) مصنف میر علی شیر قانع مطبوعہ ۱۹۵۷ء

عربی

- ۱۔ بذل القوة فی حوادث سنی النبوة۔ مطبوعہ سندھی ادبی بورڈ ۱۹۶۶ء۔ اس کتاب کی تصنیف

۲۔ پیش لفظ تحفۃ الکرام (سندھی) از ڈاکٹر نبی بخش بلوچ

پر مخدوم صاحب کو سندھ یونیورسٹی کی طرف سے ڈاکٹریٹ دی۔ اپریل - ڈی کی اعزاز کی ڈگری دینے کا فیصلہ کیا گیا تھا لیکن اس کی وجہ سے اس فیصلے پر عمل درآمد نہ ہو سکا۔

۲۔ حیات النہاری شرح البخاری (مخطوط)۔ یہ عربی کتاب دراصل مولانا محمد شمس ثعلبی کی تصنیف ہے۔ مخدوم صاحب نے اس تحریر مخطوطے کو ۱۹۵۲ء میں ایک مسودہ مقدمے اور تصحیح و حواشی کے ساتھ ایڈٹ کیا۔ ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔

اردو

۱۔ مخدوم صاحب نے رسالہ شاہ عبداللطیف کا ترجمہ سندھی نثر میں سندھ یونیورسٹی کی فوٹس پر کیا تھا۔ ترجمہ سلیس اور سواں ہے۔ اردو میں کلام لطیف کی شرح بھی شامل ہے۔ کلام لطیف کا یہ اردو ترجمہ اب تک شائع نہ ہو سکا۔ اس کا اصل قلمی نسخہ مخدوم صاحب کے فرزند مولانا مخدوم غلام احمد صاحب کے پاس محفوظ ہے۔

۲۔ الدین الکامل - (یہ کتاب سندھ کے ہائی سکولوں اور کالجوں کے نصاب میں شامل ہے)

۳۔ سیرت لطیفہ -

۴۔ سرزمین سندھ میں علم حدیث (غیر مطبوعہ)۔ ”سرزمین سندھ میں علم حدیث“ اردو میں مولانا مخدوم امیر احمد کی یہ تاریخی و تحقیقی تصنیف ہے۔ مخدوم صاحب نے اس گراں مایہ تصنیف کا ایک حصہ قلمی صورت میں کل پاکستان تعلیمات کانفرنس حیدرآباد سندھ منعقدہ ۱۹۶۳ء میں پڑھا تھا۔ موصوف اس وقت سندھ اور سیٹل کالج کے پرنسپل اور شاہ ولی اللہ اکیڈمی کے ڈائریکٹر تھے۔ ابھی یہ تصنیف کتابی شکل میں شائع نہیں ہوئی، البتہ اس کے بعض حصے دو قسطوں میں ماہنامہ ”الرحیم“ حیدرآباد (مطبوعہ شاہ ولی اللہ اکیڈمی) بابت جنوری اور اگست ۱۹۶۳ء کے دو شماروں میں اشاعت پذیر ہو چکے ہیں۔

حافظ مولانا مخدوم امیر احمد کو اردو زبان سے عشق تھا، وہ خود بھی اردو میں گفتگو کرتے اور اپنے طلباء و متعلقین کو بھی اردو کہنے پر غصے کی نگاہیں فرماتے تھے۔ ان کے گھر میں اردو زبان کا رواج ایسا ہے

سرزمین سندھ میں علم حدیث کا ایک نسخہ مخدوم صاحب نے خود ان کے قلم سے لکھا ہوا اس

سار کو ان کی شفقت و مہربانی سے منایا تھا جو راقم کے بھی کتب خانے میں موجود ہے۔

جیسے گھر کے ہر فرد کی مادری زبان اردو ہو۔ مخدوم صاحب نے سندھ اور سیٹل کالج میں اردو زبان طوط کی توسیع و اشاعت کے لیے ابھی خاصی فضا پیدا کر دی تھی۔ جس تعلیمی ادارے سے وابستہ رہے وہاں سندھی اور اردو کی ادبی نشستیں اور مشاعرے اسی کی نگہبانی میں منعقد ہوتے تھے۔ خود شاعر نہ تھے لیکن شعر کی بہت قدر کرتے تھے۔

اور سیٹل کالج کے کتب خانے میں مختلف طوم و فنون اور قدیم و جدید کتب، رسائل اور مخطوطات کا عمدہ ذخیرہ جمع ہو گیا تھا۔ راقم السطور کو مخدوم صاحب کی زندگی میں اس کتب خانے سے استفادے کا شرف حاصل رہا ہے۔

مسلم ثقافت ہندوستان میں

مولانا عبد المجید سلگ

اس کتاب میں بڑی وضاحت اور خوش اسلوبی کے ساتھ یہ بیان کیا گیا ہے کہ مسلمانوں نے برصغیر پاک و ہند کو گزشتہ ایک ہزار سال کی مدت میں کن برکات سے آشنا کیا اور اس قدیم ملک کی تہذیب و ثقافت پر کتنا وسیع اور گہرا اثر ڈالا۔ مسلم ثقافت کی بنیادیں کن اصول و عقائد اور اقدار و معیارات پر قائم تھیں اور قدیم ہند کی معاشری خرابیوں کی اصلاح میں ان اصول و اقدار نے کتنا حصہ لیا۔ مسلم حکومتوں نے علم و تعلیم و صنعت و حرفت اور فنون لطیفہ کی سرپرستی میں کس قدر دریا دلی سے کام لیا اور ان کے عہد میں تہذیب و ثقافت کو کتنا فروغ ہوا۔ ہندو دھرم کے بنیادی عقائد کو اسلام نے کس طرح متاثر کیا اور ان اثرات کی پیدا کردہ اصلاحی تحریکوں نے عوامی زندگی اور مقامی معاشرہ پر کیا اثر ڈالا۔ مسلمانوں کا دور عروج ختم ہونے کے بعد تہذیب و اصلاح کے لیے کیا کیا کوششیں کی گئیں۔ شاہ ولی اللہ اور سید احمد خاں کی تحریکوں کے کیا کیا نتائج نکلے۔ اقبال نے مسلمانان ہند میں دینی و سیاسی بیداری پیدا کرنے کے کس منزل کی طرف ان کی رہنمائی کی اور قائد اعظم کس طرح مسلمانوں کو متحد و منظم کیا اور تحریک پاکستان کو کامیاب بنا کر مسلم ثقافت کی تاریخ میں ایک نئے اور درخشاں باب کا اضافہ کیا۔

صفحات ۱۱۷

قیمت ۲۵/- روپے

ملنے کا پتہ :- ادارہ ثقافت اسلامیہ، کتب خانہ لاہور